باب پنجم

حُسنِ معاملات و معاشرت

1- قسم کے احکام و مسائل

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قسم کے معنی و مفہوم اور اس کی صورتیں جان سکیں۔
- ☆ قسم اور حلف میں فرق جان سکیں۔
- ☆ قسم کی انفرادی اور اجتماعی اہمیت سمجھ سکیں۔
- ☆ قرآن وسنت کی روشنی میں قسم کے احکام اور مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ قسم کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ روزمرہ معاملات میں قسم کی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔
- ☆ جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- ☆ قسم کی حساسیت سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں غیر ضروری قسموں سے اجتناب کر سکیں اور حلف کی پاسداری کر سکیں۔

سوال 1: قرآن وسنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل تحریر کریں۔

جواب: قسم کا مفہوم

قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قسم کے احکام و مسائل

1- پہلی بات یہ ہے کہ قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسنِ معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔ قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ: 89)

سے کھاتے ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔

-2 قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباؤ اجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم: 4254)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی: 1535)

-3 قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم: 4263)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

قسم کا کفارہ

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 89 میں قسم توڑنے کا کفارہ یہ بیان کیا گیا ہے:

-1 چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے۔ -2 چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے۔

-3 ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔

-4 اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

قسم کی اقسام

-1 یمین منعقدہ

آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھانا یمین منعقدہ کہلاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کی قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر گناہ بھی ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا۔ اگر کسی آدمی نے ایسے کام کی قسم اٹھائی جس میں اس کے لیے خیر نہ ہو بلکہ کسی دوسرے کام میں خیر ہو تو اسے قسم توڑ دینی چاہیے۔

-2 یمین غموس

کسی گزشتہ واقعے پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کوئی کام کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور پھر جان بوجھ کر قسم کھالے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا تو [illegible]

3. یمین لغو

روز مرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعے کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص آ گیا ہے اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم اٹھائی کہ وہ آ گیا ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعے کے خلاف ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ رب العزت نے درگزر فرمایا ہے۔ اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ گناہ۔

جھوٹی قسم پر وعید

جھوٹی قسم جھوٹ کی بدترین صورت ہے۔ جھوٹی قسم پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کی وعید سنائی گئی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے: ''جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ہضم کر لے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض اور غضب ناک ہوگا۔'' جس طرح حاکم کے سامنے کسی معاملے میں جھوٹی قسم کھانا اور اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو غلط استعمال کرنا حرام ہے اسی طرح اپنے سودے کو فروخت کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

مشقی سوالات کے جوابات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) یمین کا معنی ہے:

(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ

(ii) کس قسم پر کفارہ ہے؟

(الف) یمین منعقدہ (ب) یمین غموس (ج) یمین لغو (د) یمین فضول

(iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت ہے:

(الف) پانچ مسکینوں کو کھانا کھلانا (ب) چھے مسکینوں کو کھانا کھلانا

(ج) آٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (د) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

(iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(v) کس قسم سے منع کیا گیا ہے؟

(الف) آباؤ اجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ تعالیٰ کی صفات کی (د) اللہ کے اسما کی

جوابات: (i) قسم (ii) یمین منعقدہ (iii) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

(iv) تین (v) آباؤ اجداد کی

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) قسم کے معنی لکھیں

عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

(ii) قسم کی اقسام لکھیں۔

جواب: 1- **یمین منعقدہ:** جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔

2- **یمین غموس:** ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔

3- **یمین لغو:** روزمرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔

(iii) **قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟**

جواب: قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اولاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسن معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔

(iv) **قسم توڑنے کا کفارہ تحریر کریں۔**

جواب: قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، چاہے ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

(v) **جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔**

جواب: جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 1

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ قسم سے متعلق احکام و مسائل پر گفت گو کریں۔

جواب: عملی کام۔

☆ طلبہ اپنا نمائندہ (مانیٹر) منتخب کر کے اس کی حلف برداری کی تقریب منعقد کریں۔

جواب: عملی کام۔

برائے اساتذہ کرام

☆ قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں

معروضی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 قرآن وحدیث میں قسم کو کہا جاتا ہے:
(A) یمین (B) یمان (C) ایمن (D) یمن

-2 یمین کی جمع ہے:
(A) یمون (B) یمان (C) ایمان (D) یمنٰی

-3 کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کسی دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا کہلاتا ہے:
(A) یقین (B) یمین (C) اعتماد (D) اعتبار

-4 مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ:
(A) بخل نہیں کرتا (B) بزدلی نہیں دکھاتا (C) چغلی نہیں کرتا (D) جھوٹ نہیں بولتا

-5 بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج ہو جائے تو یہ سبب بنتا ہے:
(A) جھگڑے کا (B) وقت کے ضیاع کا (C) نقصان کا (D) فساد کا

-6 اللہ تعالیٰ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر:
(A) مواخذہ نہیں کرے گا (B) مواخذہ کرے گا (C) مخاصمہ کرے گا (D) مخاصمہ نہیں کرے گا

-7 قسم کا کفارہ دس مسکینوں کا کھانا کھلانا یا انھیں لباس پہنانا یا:
(A) ایک دنبہ ذبح کرنا (B) غلام آزاد کرنا
(C) ایک اُونٹ ذبح کرنا (D) تین دن کے روزے رکھنا

-8 اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم:
(A) پڑھو (B) سمجھو (C) شکر ادا کرو (D) تلاوت کرو

-9 قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف ہو:
(A) والدین کے نام کی (B) اللہ تعالیٰ کے نام کی (C) اولیاء اللہ کے نام (D) پیغمبروں کے نام کی

-10 حدیث مبارکہ ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے:
(A) کفر کیا (B) ظلم کیا (C) منافقت کی (D) شرک کیا

-11 بلاشبہ اللہ تمھیں اپنے آباؤ اجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے، یہ حدیث ہے:
(A) صحیح بخاری کی (B) صحیح مسلم کی (C) جامع ترمذی کی (D) سنن نسائی کی

-12 مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے اٹھائی جانے والی قسم کہلاتی ہے:
(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

-13

-14 اس قسم پر کفارہ نہیں ہے لیکن اسلام نے اس کو سخت ناپسند کیا ہے:

(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

-15 اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا کہلاتا ہے:

(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

-16 رب العالمین درگزر فرماتا ہے:

(A) یمین لغو پر (B) یمین غموس پر (C) یمین منعقدہ پر (D) یمین مطلق پر

-17 قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نظر نہیں کرے گا:

(A) حسد کرنے والے کی طرف (B) بغض رکھنے والے کی طرف

(C) جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف (D) دھوکا دینے والے کی طرف

جوابات:

(A) -1	(C) -2	(B) -3	(D) -4	(B) -5	(A) -6	(D) -7	(C) -8	(B) -9	(D) -10
(B) -11	(C) -12	(B) -13	(B) -14	(A) -15	(A) -16	(C) -17			

مختصر جوابی سوالات

-1 قسم کے لیے کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟

جواب: قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

-2 یمین سے کیا مراد ہے؟

جواب: قسم کو قرآن وحدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

-3 مسلمان کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟

جواب: مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے۔

-4 سچ بولنے کا فائدہ تحریر کریں۔

جواب: سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے۔ عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں۔

-5 بات بات پر قسم اٹھانے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: بار بار قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو اس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے، ایک دوسرے پر سے اعتبار اٹھ جاتا ہے اور بداعتمادی کی فضا قائم ہو جاتی ہے جو حسن معاملات اور معاشرت کے خلاف ہے۔

-6 قرآن مجید میں قسم کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے [illegible]

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

-7 لایعنی قسم سے کیا مراد ہے؟

جواب: لایعنی قسم سے مراد وہ قسم ہے جو بغیر ارادے کے اٹھائی ہو یا جان بوجھ کر جھوٹی قسم نہ اٹھائی ہو۔

-8 قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات تحریر کریں۔

جواب: قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ کے نام کی اٹھائی جائے۔ اس کے علاوہ والدین، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دوسری کسی بھی قسم کی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

-9 غیر اللہ کی قسم کے حوالے سے حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباؤاجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ ایک اور ارشاد نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔

-10 کون سی قسم توڑنے کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔

-11 آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم توڑنے سے متعلق کیا حکم ارشاد فرمایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

-12 یمین منعقدہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا یمین منعقدہ کہلاتی ہے۔

-13 یمین غموس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے۔

-14 یمین غموس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: یمین غموس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہوتا لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔

-15 یمین لغو سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی گزشتہ واقعے پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھانا اور واقعے کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص آ گیا ہے اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم اٹھائی کہ وہ آ گیا ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعے کے خلاف ہے۔ اسے یمین لغو کہا جاتا ہے۔ اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ گناہ۔

-16 جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: جھوٹی قسم جھوٹ کی بدترین صورت ہے۔ جھوٹی قسم اٹھانے سے ایک دوسرے سے اعتبار اٹھ جائے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسن معاشرت کے خلاف ہے۔ جھوٹی قسم پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کی وعید سنائی گئی ہے۔ جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور

2- گواہی کے احکام و مسائل

حاصلات تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ گواہی کے معنی اور مفہوم کو جان سکیں۔
- ☆ قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ جھوٹی گواہی دینے اور گواہی کو چھپانے کی وعید جان سکیں۔
- ☆ قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کے احکام ومسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ سچی اور جھوٹی گواہی کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ روزمرہ معاملات میں گواہی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بوقت ضرورت سچی گواہی دینے والے بن سکیں۔
- ☆ جھوٹی گواہی کی وعید کو سمجھتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔

سوال 2: قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: گواہی کا مفہوم

گواہی کے لیے قرآن وسنت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تا کہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔گواہی دینے والے کو ''گواہ'' کہتے ہیں۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

1- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا۔

2- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا۔

گواہی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ (سورۃ النساء: 135)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے گواہ بنو، اگر چہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔فریق معاملہ خواہ مال دار ہو یا غریب، اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ اُن کا خیر خواہ ہے۔لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔

اس آیت میں نظام شہادت ...

3- شہادت دینے میں کسی فریق کی مالی حیثیت کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔
4- شہادت میں کسی کے نفع یا نقصان کا خیال نہ رکھا جائے۔
5- اپنی خواہش اور مرضی کو کسی صورت بھی شہادت میں حائل نہ ہونے دیا جائے۔
6- گواہی کے الفاظ واضح ہوں اور صورت حال پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہوں۔ گول مول بات کر کے حقیقت چھپانے سے اجتناب کیا جائے۔
7- جب گواہی کے لیے بلایا جائے تو حیلے بہانے سے جان چھڑانے اور پہلو تہی کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ایسا کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔

معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتی ہے۔ گواہوں کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی ان کی ضرورت پڑے، مثلاً عدالت میں یا پنچایت میں تو وہ گواہی دینے سے انکار نہ کریں۔ ضمناً اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ گواہوں کو گواہ بننے کے لیے بلایا جائے تو بھی ان کے لیے انکار کی گنجائش نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوا (سورۃ البقرۃ:282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب انھیں گواہ بننے کے لیے کہا جائے تو انھیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب اس واقعے کے عینی شاہد بن چکے ہیں تو انھیں حاکم کے روبرو ادائے شہادت کے لیے طلب کیا جائے تو ان کی حاضری ضروری ہے کیوں کہ گواہی نہ دینے کی صورت میں ایک مسلمان کا نقصان ہوسکتا ہے۔ کسی جھگڑے کا فیصلہ گواہوں کی گواہی پر منحصر ہوتا ہے۔ غلط گواہی دے کر یا گواہی چھپا کر اگر کوئی فیصلہ حاصل کر بھی لیا جائے تو بدامنی اور فساد بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا گواہوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ گواہی کو بالکل نہ چھپائیں۔ اگر وہ گواہی کو چھپائیں گے تو یہ بھی گناہ گار ہوں گے۔ گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ:283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے۔

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (صحیح بخاری:4470)

جھوٹی گواہی کا وبال

جھوٹ کی ہر قسم گناہ ہے لیکن بعض صورتیں بہت ہی بڑا گناہ ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی معاملے اور مقدمے میں جھوٹی گواہی دی جائے اور اس جھوٹی گواہی کے ذریعے کسی بے گناہ شخص کو نقصان پہنچایا جائے۔ جھوٹی گواہی جھوٹ کی بدترین صورت ہے۔
رسول اکرم [illegible] جھوٹی گواہی

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ○ (سورۃ الحج:30)

ترجمہ: پس بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

سوال 3: گواہی کی اقسام اور شرائط تحریر کریں۔ نیز سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات تحریر کریں۔

جواب: گواہی کی اقسام

1- عینی شہادت: گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ''عینی شہادت'' کہتے ہیں۔

2- سمعی شہادت: بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ''سمعی شہادت'' کہتے ہیں۔

3- شہادت علی الشہادت: جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو ''شہادت علی الشہادت'' یعنی گواہی پر گواہی دینا کہا جاتا ہے۔

گواہی کی شرائط

گواہی دینا چونکہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے۔ ہر کس و ناقص اس کا اہل نہیں۔ شہادت کے اہل وہی ہیں جن کی سیرت و کردار پر اسلامی معاشرہ کو اطمینان ہو اور جن کی دیانت مشتبہ نہ ہو اور جن پر فریقین کو اعتماد ہو۔ اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ غیر مسلم کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سورۃ البقرۃ: 282)

سچی گواہی کے اثرات

1- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔

2- بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

3- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

4- رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

جھوٹی گواہی کے اثرات

1- جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

2- جھوٹی گواہی سے دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔

3- جھوٹی گواہی سے معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

مشقی سوالات کے جوابات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) گواہی کے لیے قرآن مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

(ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

(iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iv) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے:

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شھادۃ علی الشھادۃ

(v) جب صرف ایک گواہ موجود ہو تو گواہی ہے:

(الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

جوابات: (i) شہادت (ii) گواہ (iii) دو (iv) عینی شہادت (v) فرض

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) شہادت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: گواہی کے لیے قرآن و سنت میں "شہادت" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

(ii) مرد و عورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔

جواب: گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سورۃ البقرۃ:282)

(iii) گواہی ...

2- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا۔

(iv) عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

جواب: عینی شہادت: گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو "عینی شہادت" کہتے ہیں۔

سمعی شہادت: بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو "سمعی شہادت" کہتے ہیں۔

(v) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

جواب: سچی گواہی کے اثرات

1- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔
2- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

جھوٹی گواہی کے اثرات

1- جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔
2- معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کی اہمیت واضح کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 2

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ گواہی کے احکام پر جماعت میں مذکرہ کریں۔

جواب: عملی کام۔

☆ قرآن مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیات مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔

جواب: عملی کام۔

☆ جھوٹی گواہی کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کریں۔

جواب: جھوٹی گواہی کی مختلف صورتیں

1- کسی پر الزام لگانا
2- ذاتی مفادات کی خاطر مجرم کا ساتھ دینا
3- عدالت میں پیسے لے کر مجرم کے حق میں گواہی دینا
4- ووٹ کا غلط استعمال کرنا
5- بغیر تصدیق کے کسی کے حق میں یا خلاف بات کرنا
6- اپنے جرم کو چھپانے یا کسی تعلق ورشتہ بچانے کے لیے کسی کو غلط یا صحیح کہنا۔

برائے اساتذہ کرام

معروضی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- شہادت کا مطلب ہے کسی چیز یا معاملے کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے:
(A) واضح کرنا (B) تحریر کرنا (C) شائع کرنا (D) اعلان کرنا

2- گواہی میں کتنی باتوں کا دھیان رکھنا بہت ضروری ہے؟
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) دو

3- معاملات کے پیش نظر حکم بدلتا رہتا ہے:
(A) فیصلے کا (B) قاضی کا (C) گواہی کا (D) جرم کا

4- گواہی دینا اس وقت فرض ہے جب گواہ ہو/ ہوں:
(A) ایک (B) دو (C) تین (D) بہت سارے

5- جب بہت سارے لوگ معاملے سے باخبر ہوں تو گواہی دینا ہے:
(A) فرض (B) واجب (C) سنت (D) مستحب

6- جب بھی گواہوں کو بلایا جائے تو وہ:
(A) اکٹھے پیش ہوں (B) انکار نہ کریں (C) لیت ولعل سے کام لیں (D) اکٹھے پیش نہ ہوں

7- گواہی کو مت چھپاؤ، بے شک جو گواہی کو چھپاتا ہے اس کا گناہ گار ہے:
(A) دماغ (B) دل (C) جسم (D) روح

8- اسلام میں شہادت ہے:
(A) عبادت کی طرح (B) نماز کی طرح (C) روزے کی طرح (D) امانت کی طرح

9- بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر گواہی دیتا ہے اس کو کہتے ہیں:
(A) عینی شہادت (B) حسی شہادت (C) سمعی شہادت (D) شہادت علی الشہادۃ

10- جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تو اسے کہتے ہیں:
(A) عینی شہادت (B) حسی شہادت (C) سمعی شہادت (D) شہادت علی الشہادۃ

11- گواہی دینا ایک منصب و مرتبہ ہے:
(A) اعلیٰ (B) ادنیٰ (C) متوسط (D) احسن

12- مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہونا شرط ہے:
(A) کاروبار کے لیے (B) امامت کے لیے (C) گواہی کے لیے (D) حج کے لیے

13- اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

14-

15- جھوٹی گواہی برابر کر دی گئی ہے:
(A) کفر کے (B) ظلم کے (C) شرک کے (D) قتل کے

16- معاشرے میں بدامنی اور بے سکونی پیدا ہوتی ہے:
(A) شرک سے (B) کفر سے (C) جھوٹی گواہی سے (D) حسد سے

جوابات:

1- (A)	2- (D)	3- (C)	4- (A)	5- (D)	6- (B)	7- (B)	8- (D)	9- (C)	10- (D)
11- (A)	12- (C)	13- (A)	14- (B)	15- (C)	16- (C)				

مختصر جوابی سوالات

1- گواہی دینا کب فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ صرف دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے۔

2- گواہی دینا کب مستحب کے درجے میں آتا ہے؟

جواب: جب کسی واقعہ سے بہت سارے لوگ باخبر ہوں تو اس وقت ہر شخص کے لیے گواہی دینا فرض نہیں ہوتا بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتا ہے۔

3- گواہی کے انکار سے متعلق آیت کریمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوا (سورۃ البقرہ:282) ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

4- گواہی چھپانے کی ممانعت پر آیت کریمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ (سورۃ البقرۃ:283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

5- شہادت علی الشہادت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تو اس کو شہادت علی الشہادت کہتے ہیں یعنی گواہی پر گواہی دینا۔

6- عورتوں کی گواہی سے متعلق قرآن کا حکم تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، جن کو تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو، اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔ (سورۃ البقرۃ: 282)

دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

-8 مدعی اور مدعا علیہ کے ذمہ کیا ہے؟

جواب: گواہ اور ثبوت پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے، اگر وہ گواہ پیش نہ کرے تو مدعا علیہ پر قسم ہوگی۔

-9 جھوٹی گواہی کے وبال سے متعلق آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا فرمان لکھیں۔

جواب: رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کردی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (سورۃ الحج:30)

ترجمہ: پس بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

-10 جھوٹی گواہی کی ممانعت پر قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورۃ الحج:30)

-11 گواہی کے حوالے سے ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب: معاشرتی امن کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ہم سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں اور نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ جھوٹی گواہی کا یقین کریں۔

-12 سچی گواہی کے چار اثرات تحریر کریں۔

جواب: سچی گواہی کے اثرات

-1 سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔
-2 بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔
-3 ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
-4 رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

-13 جھوٹی گواہی کے چار اثرات تحریر کریں۔

جواب: جھوٹی گواہی کے اثرات

-1 جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔
-2 دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔
-3 معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔
-4 معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

-14 وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

-15 وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو،

www.topstudyworld.com

3- حقوق العباد

ہمسایوں کے حقوق

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ حقوق العباد کا معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- ☆ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کی اقسام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق جان سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے حقوق پورے کرنے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ اپنی عملی زندگی میں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنا شعار بنا سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیوی واخروی نقصانات سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔

سوال 4: حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟ ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: حقوق العباد

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن وسنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔ حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورۃ النساء:36)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین

www.topstudyworld.com

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:
اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔
(صحیح بخاری:6016)

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار، ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری:6015)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری:5627)

حق پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

سوال 5: ہمسایوں کے آداب (حقوق) کی فہرست مرتب کریں نیز ان کے ساتھ اچھے سلوک کے معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب: ہمسایوں کے آداب

1- پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
2- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
3- مصیبت کے وقت کی غم خواری کریں۔
4- ان کی خوشی اور غم میں شرکت کریں۔
5- اگر ہمسایہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کریں۔
6- مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
7- ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
8- ان کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔
9- ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفت گو کریں۔
10- پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
11- دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہنمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہنمائی کریں۔

معاشرتی اثرات

1- ہمسایوں کے حقوق کی ادائی سے معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
2- لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔
3- جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی عمدہ مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔
4- افراد معاشرہ ریاست کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہوتے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسن سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔
5- ہمیں چاہیے کہ ہم ہمسایوں کے حقوق ادا کریں ... [illegible] ... ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر

www.topstudyworld.com Islamiat

مشقی سوالات کے جوابات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حقوق العباد سے مراد ہے:

(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق

(ii) قرآن مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:

(الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف

(iv) حضرت جبریل ؑ نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟

(الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ

(v) قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:

(الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا

(ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق

جوابات: (i) بندوں کے حقوق (ii) تین (iii) ایمان (iv) ہمسایہ (v) پڑوسیوں کے حقوق کا

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حقوق العباد کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔

جواب: حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

(ii) قرآن مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

جواب: قرآن مجید کی آیت کے مطابق پڑوسی کی تین اقسام ہیں:

1- راشتہ دار پڑوسی 2- قریب رہنے والا پڑوسی 3- تھوڑی دیر کا پڑوسی

(iii) ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: 1- پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔ 2- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔

(iv) ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب: 1- معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

2- لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں، خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔

(v) ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

www.topstudyworld.com

اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن وسنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

جواب: دیکھیں سوال 5،4

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ قرآن مجید میں موجود ہمسایوں کے حقوق کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: عملی کام۔

برائے اساتذہ کرام

☆ ہمارے معاشرے میں ہمسایوں کو تکلیف دینے کی مروجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

جواب: 1- اونچی آواز میں موسیقی سننا
2- اپنے مقام ومرتبے اور دولت کا دکھاوا کرنا
3- کوڑا اکٹھا کر کے ہمسائے کے دروازے کے سامنے پھینک دینا
4- ہمسائے کے گھر کے باہر ہجوم جمع رکھنا
5- ہمسائے کے گھر تانک جھانک کرنا
6- شور ڈالنا اور چلانا
7- گلی میں کھیل کود کرنا

معروضی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا ہوتا ہے:

(A) رشتہ دار (B) مقروض (C) محتاج (D) دوست

-2 حقوق کی ادائیگی ایمان کا حصہ قرار دی گئی ہے:

(A) ہمسائے کے حقوق (B) والدین کے حقوق (C) استاد کے حقوق (D) رشتہ دار کے حقوق

-3 وہ شخص مومن نہیں ہے جس کے شر سے محفوظ نہ ہو:

(A) بھائی (B) والدین (C) رشتہ دار (D) پڑوسی

-4 آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پڑوسی کے حقوق کی بار بار وصیت کرتے رہے:

(A) حضرت جبریل علیہ السلام (B) حضرت اسرافیل علیہ السلام (C) حضرت میکائیل علیہ السلام (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام

-5 پڑوسی کے ساتھ پہل کریں:

(A) طعام میں (B) کلام میں (C) سلام میں (D) اکرام میں

-6 جب پڑوسی بیمار ہو تو اس کی کریں

جوابات:

-1 (C)	-2 (A)	-3 (D)	-4 (A)	-5 (C)	-6 (C)

مختصر جوابی سوالات

-1 معاشرتی اور اجتماعی زندگی کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: معاشرتی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کرسکتا لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے پر کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

-2 قرآن وسنت کے مطابق معاشرتی ترقی کا دارومدار کس بات پر ہے؟

جواب: قرآن وسنت کے مطابق معاشرتی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں۔ ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

-3 ہمسایوں کے حقوق پر قرآنی آیت تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

-4 اسلام کی نظر میں ہمسائیگی کا دائرہ کار تحریر کریں۔

جواب: اسلام کی نظر میں ہمسائیگی میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شرکت دار ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

-5 نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی کیا فضیلت بیان فرمائی ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کردیں۔

-6 وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔